www.FaizAhmedOwaisi.com

اہلسنت وجماعت کے فضائل

تصنیف لطیف

مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مُفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﷺ

اہلسنت و جماعت کے فضائل

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی فَضْلِہٖ وَاِحْسَانِہٖ، ''بزمِ فیضانِ اُویسیہ'' کا اشاعتی پروگرام کئی سالوں سے جاری ہے اور یہی آرزو حضور مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ القرآن والحدیث، اُستاذ العرب والعجم، حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی کی ہے کہ اُن کی زیادہ سے زیادہ کتب اور رسائل زیورِ طباعت سے آراستہ ہو جائیں اور عوام الناس تک اُن کے پیغام کی رسائی ہو۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہر زمانہ میں کئی علمائے کرام کی کتب شائع ہوئے بغیر ہی ناپید ہو جاتی ہیں۔ جس کے باعث تحاریر کا اصل مقصد، اصلاحِ عوام مفقود ہو جاتا ہے جیسا کہ زمانہ سابق میں امامِ اَہلسنّت اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی بے شمار کتابیں ایسی ہیں جن کا شائع ہونا تو کُجا ان کے مخطوطہ مسوّدے بھی اب موجود نہیں رہے۔ آہ صد آہ......! کاش ہم بے قدروں کے دلوں میں ان علمی گُہر پاروں کی قدر و منزلت اُجاگر ہو جائے۔ (آمین)

یہی مقصد لے کر ''بزمِ فیضانِ اُویسیہ'' نے میدانِ عمل میں قدم رکھا کہ حضور مفسرِ اعظم پاکستان مدظلہ العالی کی تحریر کردہ تقریباً ''۴۰۰۰'' سے زیادہ کتب و رسائل جو بلاشبہ اہلسنت و جماعت کا عظیم سرمایہ ہیں کو احسن انداز میں شائع کر کے مسلمانوں تک پہنچائیں۔

زیرِ نظر رسالہ ''اہلسنّت و جماعت کے فضائل'' کی اشاعت بزمِ فیضانِ اُویسیہ کی ایک اور کاوش ہے اور سلسلۂ اشاعت کی ''اَٹھائیسویں (۲۸)'' کڑی ہے۔ مولا عزّوجلّ اسے اپنی بارگاہ میں مقبولیت کا شرف بخشے۔ مصنّف استاذی وسندی کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طُفیل صحت و عافیت کے ساتھ اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ مجھے اس قابل سمجھ کر اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سگِ بارگاہِ مُرشدی: محمد نعمان احمد اُویسی (ناظمِ اعلیٰ)

www.Faizahmedowaisi.com

﴿قبلہ فیضِ ملّت بحیثیت مفسرِ اعظم پاکستان﴾

علمائے تفسیر نے ''مفسر'' میں درجِ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری قرار دیا ہے۔

۱۔ صحتِ عقیدہ

۲۔ خواہشاتِ نفسانی سے مُبرّا

۳۔ عربی لُغت اور اِس کے فروع کا علم

۴۔قرآنی علوم کا علم

۵۔رقتِ فضل یا دورِ ربانی

حضور قبلہ مفسرِ اعظم پاکستان مدظلہ العالی نے دنیائے تفسیر میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔اَحناف کی مشہور ومعروف تفسیر''روح البیان'' کا''۳۰ جلدوں'' پر مشتمل ترجمہ بنام''فیوض الرحمٰن'' کرکے تراجم کی دنیا میں انقلاب برپا کردیا۔ترجمہ''فیوض الرحمٰن'' کی مقبولیت کا اندازہ اِس بات سے لگایئے کہ پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا کتب خانہ ایسا ہو جس کی زینت یہ کتاب نہ بنی ہو۔حتیٰ کہ اب ہندوستان میں بھی شائع ہوئی ہے اور تمام عوام وخواص اِس ترجمہ سے استفادہ کررہے ہیں۔فیض ملّت نے قرآنِ مجید فُرقانِ حمید کا اُردو ترجمہ بھی کیا جس کا نام آپ نے''فیض القرآن فی ترجمۃ القرآن'' رکھا۔برصغیر کی دوسوسالہ تاریخ تفسیر میں تفسیر مظہری (عربی) کا ریکارڈ بھی حضور مفسرِ اعظم پاکستان مدظلہ العالی کے قلم نے توڑا ہے۔''۱۰ ضخیم جلدوں'' میں عربی تفسیر''فضل المنان فی تفسیر آیات القرآن'' تحریر کرکے عربی تفاسیر کی فہرست میں ایک کارہائے عمدہ کا اضافہ فرمایا۔تفسیر''فضل المنان'' کا مقدمہ،سورۂ فاتحہ اور چند جلدیں منظرِ عام پر آچکی ہیں دیگر انتظارِ وسائل میں ہیں کہ کوئی چھپوا کر اپنی نیک بختی کا سامان کرے۔اِس کے علاوہ تفاسیر کے میدان میں دیگر احسن کارہائے نمایاں بھی سرانجام دیئے ہیں۔جن کی کچھ تفصیل ہدیۂ قارئین ہے۔تفسیر اُویسی (اُردو،۱۵ جلدیں اور عربی الگ)،تفسیر اِنَّكَ لَا تَهۡدِیۡ،تفسیر آیۃ نور،تفسیر آیۃ قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَكُمۡ،تفسیر آیۃ عِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ،تاریخ القرآن، تقابلِ تراجمِ قرآن،تفاسیر سورۃ الفاتحہ والتعوذ فی تفسیر التعوذ،تاریخ تفسیر القرآن،التحریف و البھتان العظیم فی تفسیر تفہیم القرآن،تزئین الجنان بمکالۃ القرآن،تفسیر آیۃ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ،تفسیرِ امام احمد رضا،آیۂ قواعد ناسخ منسوخ،فیض الرسول فی اسباب النزول (۱۰ جلدیں)،اَحسن البیان فی اُصول تفسیر القرآن (۳ جلدیں)،تفسیر بالرائی (۳ جلدیں)،الھلالین ترجمہ وشرح اُردو جلالین (۵ جلدیں)،فیض القدیر فی اُصول التفسیر،القول الراسخ فی معرفۃ المنسوخ والناسخ،احسن الشورٰی فی روابط الآیات والسور،فتح المغلقات فی شرح المقطعات،خیر الخلاص تفسیر سورہ اخلاص، ازالۃ المشتبھات فی آیات المتشابھات،تفسیر سورہ فاتحہ،تفسیر وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ،اعجاز القرآن،الاسعاف فی تفاسیر الاحناف،احسن الشورٰی فی روابط الاسماء والسور۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ حضور مفسرِ اعظم پاکستان فیض ملّت حضرت علامہ مفتی حافظ وقاری محمد فیض احمد اُویسی رضوی صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کے علم وعمل میں برکت فرمائے،آپ کو صحت اور تندرستی کے ساتھ مزید دین متین کی خدمات کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر اہلسنّت پر قائم ودائم فرمائے۔اور ہماری بزم کو اِخلاصِ نیت اور نیکی کے جذبے سے حضرت کی تصانیف کو اہلِ ذوق تک پہنچانے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

﴿فرقۂ ناجیہ﴾

احادیث مبارکہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ’’لَا تَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنۡ اُمَّتِیۡ ظَاهِرِيۡنَ عَلَی الۡحَقِّ لَا يَضُرُّهُمۡ مَنۡ خَالَفَهُمۡ حَتّٰی يَاۡتِیَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَهُمۡ كَذٰلِكَ‘‘۔ [1]

یعنی میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا جو کوئی بھی اس کی مخالفت کرے گا وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر (روزِ قیامت) آئے گا اور وہ اس (حق) پر ہوں گے۔

[1] یہ صحیح حدیث ہے۔الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۷۶۷۲ پر باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال امتی الخ ، اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۳۵۴۴ پر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت سے، نیز دیگر محدثین نے بھی اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث میں جس طائفہ (گروہ) کے حق پر قائم رہنے کی بشارت دی گئی۔ وہ اہلِ سُنّت و جماعت کا وہ طبقہ علماء ہے۔ جس کے پاس دینی اور الہامی علوم ہوں گے۔ کیونکہ جب تک علمائے اہلِ سُنّت موجود ہوں گے۔ عوامِ اہلِ سنّت اَمن میں رہیں گے اور کسی قسم کی دینی گمراہی اور ضلالت میں نہیں پڑیں گے۔ (حاشیہ مراقی الفلاح، صفحہ ۴)

فائدہ: حضرت سید احمد طحطاوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علماء سے مراد علمائے اہلسنّت ہیں۔ (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح)

قاعدہ: صدیوں پہلے اِجماع ہوگیا کہ اِمام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں کا نام اہلسنّت ہے۔

بزم فیضانِ اویسیہ
www.Faizahmedowaisi.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’’جب اہلِ شام میں فساد آجائے تو پھر تم میں کوئی بہتری نہیں ہوگی اور میری اُمت کے ایک گروہ کو نصرتِ خداوندی حاصل رہے گی۔ جو شخص اُسے ذلیل کرے گا وہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی‘‘۔ [2] (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۶۸، جلد ۲)

[2] اس حدیث کو امام ترمذی کے حوالے سے امام تبریزی نے مشکوٰۃ شریف میں حدیث نمبر ۶۲۸۳ پر نقل فرمایا یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور متن حدیث یوں ہے: وَعَنۡ مُعَاوِيَةَ بۡنِ قُرَّةَ عَنۡ أَبِيۡهِ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: ’’إِذَا فَسَدَ أَهۡلُ الشَّامِ فَلَا خَيۡرَ فِيۡكُمۡ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنۡ أُمَّتِیۡ مَنۡصُوۡرِيۡنَ لَا يَضُرُّهُمۡ مَنۡ خَذَلَهُمۡ حَتّٰى تَقُوۡمَ السَّاعَةُ‘‘۔ قَالَ ابۡنُ الۡمَدِيۡنِیِّ: هُمۡ أَصۡحَابُ الۡحَدِيۡثِ. رَوَاهُ التِّرۡمِذِیُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيۡثٌ حَسَنٌ صَحِيۡحٌ۔

فائدہ: اس حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے: ’’فَالۡمُرَادُ بِهِمۡ اَهۡلُ السُّنَّةِ وَالۡجَمَاعَةِ‘‘

یعنی اُس منصور (یعنی مدد یافتہ) گروہ سے مراد اہلِ سُنّت و جماعت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ارشادفرمایا: ''اَلْمُؤْمِنُ اِذَا اَوْجَبَ السُّنَّةَ وَالْجَمَاعَةَ اسْتَجَابَ اللّٰہُ دُعَاءَہٗ وَقَضٰی حَوَائِجَہٗ وَغَفَرَ لَہُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً وَّکَتَبَ لَہٗ بَرَاءَةً مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةً مِّنَ النِّفَاقِ''۔[1]

(تکملة البحر الرائق، جلد۸، صفحہ۱۸۲)

یعنی کوئی مومن جب سُنّت و جماعت کا عقیدہ لازم کرلے تو اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول کرتا ہے اور اُس کی حاجتیں پوری فرماتا ہے اور اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے دوزخ سے اور منافقت سے برأت (نجات) لکھ دیتا ہے۔

[1] مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس فرمان کو امام شیخ محمد بن حسین بن علی طوری قادری حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ نے ابنِ نجیم کی شرح کنز الدقائق المسمیٰ بحر الرائق کے تکملہ میں کتاب الکراہیہ کے تحت تتمہ میں بیان فرمایا۔ دیکھئے''تکملة البحر الرائق، جلد۸، ص۳۳۳، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

اَھلِ سُنّت کی خصوصی علامات: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ کَانَ عَلَی السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اسْتَجَابَ اللّٰہُ دُعَاءَہٗ وَکَتَبَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَةٍ یَخْطُوْھَا عَشَرَ حَسَنَاتٍ وَّرَفَعَ لَہٗ عَشَرَ دَرَجَاتٍ''۔[2]

یعنی کوئی شخص سُنّت و جماعت کے عقیدہ پر ہو اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کے لئے ہر قدم کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے دس درجے بلند فرماتا ہے''۔ عرض کیا گیا، یارسول اللہ ﷺ کوئی شخص کس وقت جانے کہ وہ اَہلِ سُنّت و جماعت سے ہے؟ فرمایا، جب وہ اپنے دل میں دس (10) باتیں پائے تو وہ سُنّت و جماعت پر ہے۔

[2] اس حدیث کو امام شیخ محمد بن حسین بن علی طوری قادری حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ نے ابنِ نجیم کی شرح کنز الدقائق المسمیٰ بالبحر الرائق کے تکملہ میں کتاب الکراہیہ کے تحت تتمہ میں نقل فرمایا۔ دیکھئے (تکملة البحر الرائق، جلد۸، ص۳۳۳، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت)

☆ ایک یہ کہ وہ پانچ نمازیں باجماعت پڑھے۔

☆ صحابہ میں سے کسی کو بھی بُرائی سے یاد نہ کرے اور نہ کسی صحابی کی تنقیص کرے۔

☆ نہ بادشاہ پر تلوار لے کر بغاوت کرے۔

☆ نہ اپنے ایمان میں شک کرے۔

☆ ایمان رکھے کہ اچھی بُری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے۔

☆ اللہ کے دین کے بارے میں کسی سے نہ جھگڑے۔

☆ کسی مُوَحِّد (توحید کے ماننے والے) کی تکفیر کسی گناہ کے سبب سے نہ کرے۔ (یعنی، اسے کافر نہ کہے)

☆اہلِ قبلہ میں سے جو کوئی مرے اُس پر نماز جنازہ ترک نہ کرے۔

☆موزوں پر مسح کو سفر اور حضر میں جائز جانے۔

☆ہر نیک و بد کے پیچھے جمعہ وعیدین نماز پڑھے۔ [1] (تکملة البحر الرائق، جلد ۸، صفحہ ۱۸۲)

[1] یاد رہے کہ امام کے (عمل میں) فاسق ہونے کی صورت میں اس کی اقتداء صرف جمعہ وعیدین کے لئے ہے مطلقاً نہیں، وہ بھی اُس صورت میں کہ جب شہر میں ایک ہی جگہ جمعہ یا عیدین منعقد ہوتے ہوں۔ اور اگر امام فاسق ہے اور شہر میں اور دوسری جگہ بھی جمعہ یا عیدین کا انعقاد ہو تو وہاں جانا چاہیئے۔ چنانچہ صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ امجد علی قادری اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بحوالہ غنیۃ، شامی وشرح فتح القدیر، فرماتے ہیں، ''فاسق کی اقتدا نہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے، باقی نمازوں میں دوسری مسجد کو چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتدا نہ کی جائے، دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں''۔ (بہارِ شریعت، حصہ سوم، امامت کا زیادہ حق دار کون ہے، ص ۱۳۷، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)۔ یہ بات ہے فاسقِ عملی کی یعنی، جس کے عمل میں فِسق ہو۔ جہاں تک فاسقِ اعتقادی یعنی، جس کے اعتقاد (عقیدے) میں فِسق یعنی، خرابی ہو کہ جو حدّ کفر کو پہنچتی ہو تو اس کے پیچھے تو اصلاً نماز ہوتی ہی نہیں۔ چنانچہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ''وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حدّ کفر کو پہنچ گئی ہو، جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو، یا شیخین (صدیق اکبر و فاروق اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں تبرّا کہتا ہو۔ قدری جہمی، مشبہ اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدارِ الٰہی یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے، ان کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی''۔ (بحوالہ عالمگیری) (بہارِ شریعت، حصہ سوم، شرائطِ امامت، مسئلہ ۸، ص ۱۳۰، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)۔

اَہلِ سُنّت کی تعداد میں کمی آتی جائے گی: امام احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ یہ اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک فرقہ ناجی (نجات والا) ہے اور باقی دوزخی ہیں اور اُمت کی یہ فرقہ بندی صحابہ کے دور کے بعد شروع ہوگی پس ناجی وہ فرقہ ہے جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر ہے۔ یہ ناجی فرقہ ہر زمانے میں قِلّت و کثرت کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ پس صدرِ اوّل میں یہ ناجی فرقہ غالب قوی تھا اور جب بھی زمانہ گزرتا جائے گا۔ یہ ناجی فرقہ پوشیدگی میں بڑھتا جائے گا لیکن جب تک دنیا میں قرآن موجود ہے۔ یہ ناجی فرقہ ختم نہیں ہوگا۔ (تفسیر صاوی، جلد ۱، صفحہ ۵۲)

مذہبِ اَہلِ سُنّت میں غریب لوگ رہ جائیں گے: اہلِ سُنّت کے حق مذہب پر آخر زمانے میں صرف غرباء و مساکین لوگ رہ جائیں گے۔ دولت مند لوگ اِس مذہبِ حق کو چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الدِّیْنَ بَدَءَ غَرِیْباً وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَھُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا

اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ"۔ [1]

یعنی بلاشبہ دین غربت کے حال میں ظاہر ہوا اور عنقریب جس حال میں ظاہر ہوا تھا اُسی حال میں لوٹے گا۔ سو غرباء کے لئے اچھائی [2] ہو اور غرباء وہ لوگ ہیں جو اِس فساد کو درست کرتے ہیں جو لوگ میری سُنّت میں پیدا کرتے ہیں۔

(مشکوٰۃ، صفحہ ۲۷، جلد ۱)

[1] اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۲۵۵۴ پر نقل فرمایا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مُصنَّف میں حدیث نمبر: ۶۶ (۸/۱۳۴) پر، امام طَبرانی نے مُعجم کبیر میں حدیث نمبر: ۱۳۴۸۹ (۱۱/۴۰۳) پر اور امام تبریزی نے مشکوٰۃ شریف میں حدیث نمبر: ۱۷۰ پر امام ترمذی کے حوالے سے نقل فرمایا۔

[2] حدیث شریف میں اس کے لئے الفاظ "طُوبیٰ" کے ہیں جس کے معنی جنت بھی ہیں اور کہا گیا ہے کہ جنت میں ایک درخت کا نام ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک نعت شریف کا مطلع ارشاد فرمایا: طوبیٰ میں جو سب سے اُونچی نازک سیدھی نکلی شاخ، مانگوں نعتِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھنے کو روحِ قُدس (علیہ السلام) سے ایسی شاخ۔ اس اعتبار سے اس کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ غرباء کے لئے جنت ہے، نیز لغوی اعتبار سے اس کے معنی اچھائی کے بھی ہیں جیسا کہ مصنف (دامت برکاتہم العالیہ) نے ترجمہ فرمایا۔ ۱۲ مخرج۔

اَہلِ سُنّت کا ساتھ چھوڑنے والا دوزخی ہوگا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فَمَنْ سَرَّہٗ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ"۔ [1]

یعنی خبردار جس شخص کو جنت کا وسطی حصہ پسند ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے کیونکہ شیطان تنہا شخص کے ساتھ ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۲، جلد ۲)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ"۔ [2]

اور تم پر (اَہلِ سُنّت وجماعت) اور عوام المسلمین (کا دین) لازم ہے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۲۸، جلد ۱)

سنی مسلمان اِن احادیث متبرکہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور خیال کریں کہ اگر سوادِ اعظم کی پیروی چھوٹ گئی تو پھر انجام کتنا بُرا ہوگا۔ (اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ)

[1] اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے اپنی مصنَّف میں حدیث نمبر: ۲۰۷۱۰ (۱۱/۳۴۱) پر، امام شافعی نے اپنی مسند میں حدیث نمبر: ۱۱۲۶ (۳/۷۵) پر، امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں حدیث نمبر: ۵۲ (۱/۶۲) پر، امام ابن عساکر نے تاریخ مدینۃ الدمشق میں (۳/۲۷۹) پر نیز دیگر محدثین نے بھی اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

[2] اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حدیث نمبر: ۲۱۰۲۰ (۱۳/۴۵) پر، امام علاؤ الدین علی المتقی نے کنز العمال میں حدیث نمبر: ۱۰۲۶ (۱/۲۰۶) پر اور امام تبریزی نے مشکوٰۃ شریف میں امام احمد کے حوالے سے حدیث نمبر: ۱۸۴ پر نیز دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

اَھلِ سُنّت ناجی فرقہ ھے: (۱) امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الجام العوام عن علم الکلام'' میں روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ نَیِّفاً وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً، اَلنَّاجِیَةُ مِنْھُمْ وَاحِدَةٌ''۔ فَقِیْلَ: وَمَنْ ھُمْ؟ فَقَالَ: ''اَھْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ''، فَقِیْلَ وَمَا اَھْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؟ فَقَالَ: ''مَا اَنَا عَلَیْهِ الْاٰنَ وَاَصْحَابِیْ'' (اِلجام العوام عن علم الکلام، صفحہ ۳۵)

یعنی عنقریب میری اُمت ستّر (۷۰) سے کچھ زائد فرقوں میں بٹ جائے گی۔ اِن میں ایک فرقہ ناجی ہے۔ سو کہا گیا وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ تو فرمایا اَہلِ سُنّت و جماعت ہیں۔ پھر کہا گیا اَہلِ سُنّت و جماعت کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو میری اِس وقت کی سُنّت اور میرے صحابہ کی سُنّت پر ہوں گے۔

(۲) مولانا محمد حسن مجددی لکھتے ہیں کہ ''فَجُمْلَةُ السَّوَادِ الْاَعْظَمِ وَلَفْظَةُ الْعَامَّةِ تَصْرِیْحٌ بِکَثْرَةِ الْاَفْرَادِ وَکَثْرَةِ اَفْرَادِ اَھْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی جَمِیْعِ طَوَائِفِ الضَّلَالِ اَمْرٌ بَدِیْھِیٌّ مَعْلُوْمٌ بِالضَّرُوْرَةِ فَثَبَتَ اَنَّ الْفِرْقَةَ النَّاجِیَةَ ھِیَ: اَھْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ الْمُقَلِّدِیْنَ لِلْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَةِ الْمَشْھُوْرَةِ'' (العقائد الصحیحة، صفحہ ۲٤)

یعنی سوادِ اَعظم اور عامہ کے الفاظ حدیث میں کثرتِ افراد کے بارے میں صریح ہیں۔ اور اَہلِ سُنّت کے افراد کی کثرت تمام گمراہی والے ٹولوں کے افراد کی نسبت سے زیادہ اور معلوم امر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ناجی (یعنی نجات والا) فرقہ وہ اَہلِ سُنّت و جماعت ہی ہیں۔ جو مشہور مذاہبِ اَربعہ (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کے مقلدین ہیں۔

بزم فیضانِ اُویسیہ
www.Faizahmedowaisi.com

(۳) پیرانِ پیر حضور غوثِ اعظم، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''وَاَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِیَةُ فَھِیَ: اَھْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ'' (غنیته الطالبین، جلد ۱، صفحہ ۸۵)

یعنی اور ناجی فرقہ اَہلِ سُنّت و جماعت ہی ہے۔

(۴) امام احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ دُرِمختار کے حواشی میں فرماتے ہیں: ''فَعَلَیْکُمْ مَعَاشِرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاِتِّبَاعِ الْفِرْقَةِ النَّاجِیَةِ الْمُسَمَّاةِ بِاَھْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَاِنَّ نُصْرَةَ اللّٰہِ وَحِفْظَهٗ وَتَوْفِیْقَهٗ فِیْ مُوَافَقَتِھِمْ وَخُذْلَانَهٗ وَسَخَطَهٗ وَمَقْتَهٗ فِیْ مُخَالَفَتِھِمْ'' (حاشیہ درمختار بحوالہ الدولة العثمانیه)

یعنی پس اے تمام مومن جماعتو! تم پر فرقہ ناجیہ یعنی اَہلِ سُنّت و جماعت کی پیروی لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی امداد اور اس کی نگہبانی اور توفیق اِس جماعت کی موافقت میں ہے اور اُس کی ناراضگی اور غضب و غصّہ اِس کی مخالفت میں ہے۔

پھر آگے فرماتے ہیں: ''وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ الْيَوْمَ فِيْ مَذَاهِبَ اَرْبَعَةٍ، وَهِيَ: الْحَنَفِيُّوْنَ وَالْمَالِكِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّوْنَ وَالْحَنْبَلِيُّوْنَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ، وَمَنْ كَانَ خَارِجاً عَنْ هٰذِهِ الْاَرْبَعَةِ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ'' (حاشیہ درمختار بحوالہ الدولۃ العثمانیہ)

یعنی اور یہ ناجی جماعت آج چار مذاہب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی پر منحصر ہے اور جو شخص آج اِس زمانے میں ان چار مذاہب سے خارج ہے۔ وہ بدعتی ہے اور دوزخی ہے۔

سنی مسلمان علمائے حق کے اِن ارشادات کو غور سے پڑھیں، سمجھیں اور جانیں کہ اتّباعِ حق جیسی کوئی دولت نہیں کیونکہ آخرت کی کامیابی کا دارومدار حق پرستی پر ہی ہے۔ اگر اہلِ سُنّت کے مذہبِ حقہ کو چھوڑ کر بدمذہبی اپنا ئیں گے تو آخرت میں کتنا بڑا خسارہ اُٹھانا پڑے گا۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى مَذْهَبِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِمَنِّكَ الْعَظِيْمِ وَرَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ ﷺ (آمین)

آج کل ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جس نے اپنا نام ''جماعۃ المسلمین'' رکھا ہے۔ اِس فرقہ کا اہلِ سُنّت سے یہ مطالبہ ہے کہ تم اپنے نام کا ثبوت دو ورنہ ہماری جماعت المسلمین میں شامل ہو جاؤ۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ مندرجہ بالا حدیث اور تکملہ بحر الرائق کی پیش کردہ روایات سے ثابت ہو گیا ہے کہ خود سرکارِ دوعالم ﷺ نے اہلِ حق کو ''اہلِ سُنّت وجماعت'' کا نام عطا فرمایا ہے لہٰذا یہ نام سرکاری عطیہ ہے کسی نے اپنی طرف سے نہیں رکھا ہے۔ (والحمد للہ علیٰ ذلک)

ہاں ہمارا مطالبہ اِن سے یہ ہے کہ ''جماعت المسلمین'' نام کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ۔ (البقرۃ:۲۴)

اَہلِ سُنّت نبی کریم ﷺ کی معنوی اولاد ہیں: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ، آیت ''لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''اَیْ: لِيَغْفِرَ اللّٰهُ بِسَبَبِكَ وَجَاهِكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذُنُوْبِ اَهْلِكَ وَمَعَاصِيْهِمْ اَوْ زَلَّاتِهِمْ مِنْ اٰبَائِكَ وَاُمَّهَاتِكَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَآمِنَةَ اِلٰى آدَمَ وَحَوَّآءَ وَمَا تَاَخَّرَ مِنْ ذُنُوْبِ نَسْلِكَ مِنْ اَحْفَادِكَ وَاَسْبَاطِكَ بَلْ وَنَسْلِكَ الْمَعْنَوِيِّ جَمِيْعاً وَهُمْ اَهْلُ السُّنَّةِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ''

(حاشیہ الدولۃ المکیۃ، صفحہ ۲۹)

یعنی تا کہ اللہ آپ کے سبب اور آپ کے مرتبہ کے باعث آپ کے گزرے ہوئے گھر والوں کے گناہ اور معاصی یا آپ کے باپوں اور ماؤں حضرت عبداللہ و آمنہ رضی اللہ عنہما سے لے کر حضرت آدم وحوا علیہم السلام تک کی لغزشیں اور آپ کی آنے والی نسل یعنی آپ کے نواسوں بلکہ آپ کی معنوی اولاد یعنی اہلِ سُنّت کے گناہ معاف فرمائے۔

اَہلِ سنّت کے اعمال بہترین ہیں: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ روایت بیان فرماتے

ہیں کہ عبدالوہاب بن یزید کندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوعمر ضریر رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کی وفات کے بعد دیکھا تو عرض کیا، اللہ نے مرنے کے بعد آپ سے کیا معاملہ کیا ہے؟ فرمایا اُس نے مجھے معافی دے دی اور مجھ پر رحم کیا ہے۔ پھر اُنہوں نے عرض کیا ''فَاَیَّ الْاَعْمَالِ وَجَدْتَّ اَفْضَلَ'' یعنی آپ نے کون سا عمل بہترین پایا؟ فرمایا ''مَا اَنْتُمْ عَلَیْہِ مِنَ السُّنَّۃِ وَالْعِلْمِ'' یعنی سنّت اور علم میں سے جس پر تم ہو۔ یعنی اَہلِ سُنّت واَہلِ علم کے اعمال بہترین پائے ہیں۔ پھر عرض کیا اور تم نے بدترین اعمال کون سے پائے ہیں؟ فرمایا ناموں سے بچو۔ عرض کیا، نام کیا ہے؟ فرمایا ''قَدْرِیٌّ وَمُعْتَزِلِیٌّ وَمُرْجِیٌّ فَجَعَلَ یَعُدُّ اَسْمَائَ الْاَھْوَاءِ'' یعنی قدری، معتزلی اور مرجی پھر وہ دوسرے بدمذہبوں کے نام گننے لگے۔

(شرح الصدور، صفحہ ۱۱۷)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خوب فرماتے ہیں:

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ ﷺ کی

اور فرماتے ہیں:

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

بزم فیضان اویسیہ
www.faizahmedowaisi.com

قبر میں سُنّی کا منہ قبلہ سے نہیں پھرتا ھے: ابواسحاق فزاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اُن کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اُس نے انہیں بتایا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا (کفن چوری کرتا تھا) اور میں ایک قوم کو اِس حال میں پاتا تھا کہ اُن کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے ہوتے تھے۔ سو میں نے یہ بات امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھی تو آپ نے فرمایا ''اُولٰئِكَ قَوْمٌ مَّاتُوْا عَلٰی غَیْرِ السُّنَّۃِ'' یعنی یہ لوگ سُنی مذہب چھوڑ کر مرے ہیں۔ (اِس لئے اُن کا منہ کعبہ شریف سے پھیر دیا گیا) (شرح الصدور، صفحہ ۷۲)

فرشتے سُنّی کو قبر میں تلقین کرتے ھیں: محدث لالکائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن نصر صائغ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ میرے والد نماز جنازہ کے بہت شوقین تھے۔ وہ واقف وناواقف اَموات کے جنازہ کی نماز پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! ایک دن میں ایک

نماز میں حاضر ہوا تو جب لوگوں نے میت کو دفن کیا تو دو آدمی قبر میں داخل ہو گئے۔ پھر ایک شخص نکل آیا اور دوسرا قبر میں ہی رہ گیا اور لوگ مٹی ڈالنے لگے تو میں نے کہا اے لوگو! تم میت کے ہمراہ ایک زندہ شخص کو بھی دفن کر رہے ہو۔ سو لوگوں نے کہا یہاں اور کوئی نہیں۔ میں نے کہا شاید مجھے شبہ لگا ہو۔ پھر میں لوٹ آیا اور میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں نے تو دو شخصوں کو دیکھا اُن میں سے ایک نکل آیا اور دوسرا باقی رہ گیا۔ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ میرے لئے میرا معاملہ ظاہر فرمادے۔ پس میں قبر کی طرف آیا اور دس مرتبہ سورۂ یٰسین، سورۂ ملک پڑھیں اور رونے لگا اور عرض کیا، اے میرے رب! جو کچھ میں نے دیکھا اُس کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرمادے کیونکہ میں اپنے عقل اور ایمان کے ضائع ہونے کا خوف رکھتا ہوں۔ فوراً قبر پھٹی تو اُس سے ایک شخص نکلا پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلا۔ میں نے کہا اے فلاں! میں تجھے تیرے معبود کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو ٹھہر تا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھوں۔ اُس نے میری طرف توجہ نہ کی پھر میں نے دوسری اور تیسری بار یہی کہا تو اُس نے توجہ دی اور کہا تو نصر الصائغ ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اُس نے کہا کیا تو مجھے نہیں پہچانتا۔ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا ''نَحْنُ مَلَكَانِ مِنْ مَّلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ وَكُلِّنَا بِاَهْلِ السُّنَّةِ اِذَا وُضِعُوْا فِيْ قُبُوْرِهِمْ نَزَلْنَا حَتّٰى نُلَقِّيَهُمُ الْحُجَّةَ'' (شرح الصدور، صفحہ ۵۸، صحیح البخاری، صفحہ ۱۸۶)

یعنی ہم رحمت کے فرشتوں میں سے دو فرشتے ہیں ہم اہلِ سُنّت پر مقرر کیے گئے ہیں۔ جب وہ قبروں میں رکھے جاتے ہیں تو ہم اُترتے ہیں اور اُنہیں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب سکھاتے ہیں۔ پھر وہ غائب ہو گیا۔

سنی مسلمان اِس حدیث پر غور کریں کہ مسلکِ اہلِ سنّت کی حقانیت کی کتنی عظیم برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر میں حساب وکتاب کی کامیابی کے لئے سنی مسلمانوں کو جواب سکھانے کے لئے رحمت کے فرشتے مقرر فرمادیتا ہے۔

''اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلٰى هٰذَا الْمَذْهَبِ الْعَالِيْ بِفَضْلِكَ وَاخْتِمْ حَيَاتَنَا عَلٰى هٰذَا الْمَذْهَبِ الْحَقِّ بِحَقِّ ذَاتِكَ يَا قَدِيْمَ الذَّاتِ وَيَا عَظِيْمَ الصِّفَاتِ'' (آمین)

قیامت کے دن سنّیوں کے چہرے روشن ہوں گے: اہلِ سُنّت کی عنداللہ تعالیٰ کرامات میں سے ایک بڑی کرامت یہ ہے کہ میدانِ حشر میں اُن کے چہرے ہشاش بشاش ہوں گے اور اُن کے مخالفین کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ چنانچہ مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں: ''يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهُ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالْفِرْقَةِ۔ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا'' (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱، صفحہ ۳۹۰)

یعنی حضرت عبداللہ اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما (صحابیٔ رسول ﷺ) نے فرمایا قیامت کے دن اہلِ سُنّت و جماعت کے چہرے سفید ہونگے اور اہلِ بدعت اور فرقہ بندی کرنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

اورتفسیرِ حسینی میں ہے: ”واما آں کہ سفید شد روئے ھائے ایشاں یعنی مومناں واھل سنّت“ (تفسیر حُسینی، صفحہ ۷۸)

یعنی ”قیامت کے روز جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ مومن واہلِ سُنّت ہوں گے۔“

اور اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: واخرج الدیلمی فی ”مسند الفردوس“ بسند ضعیف عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالیٰ ﴿یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ (سورۂ آل عمران:۱۰۶) قَالَ: تَبْیَضُّ وُجُوْهُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهُ اَهْلِ الْبِدْعَةِ“۔[1] (الاتقان، جلد۲، صفحہ ۱۹۲)

یعنی محدث دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”مسند الفردوس“ میں ضعیف سند سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿جس دن کچھ منھ اونجالے (سفید) ہوں گے اور کچھ منھ کالے﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں اہلِ سُنّت کے چہرے سفید اور اہلِ بدعت کے سیاہ ہوں گے۔

[1] اس حدیث کو امام دیلمی نے الفردوس بماثور الخطاب میں حدیث نمبر: ۸۹۸۶ (۵/۵۲۹) پر نقل فرمایا، نیز امام قرطبی نے بھی اپنی تفسیر میں (۴/۱۶۷) اس حدیث کو نقل فرمایا۔

اور یہی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ”اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالَّالْکَائِی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ هٰذِهِ الْآیَةِ، قَالَ: تَبْیَضُّ وُجُوْهُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهُ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالِ وَاَخْرَجَهُ الْخَطِیْبُ فِی الرِّوَایَةِ عَنْ مَالِكٍ وَالدَّیْلَمِیِّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفاً“۔

(تفسیر ابن ابی حاتم ،حدیث نمبر: ۳۹۹۸ (۱٤/۲۰۷))

یعنی محدث اِبنِ ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور لالکائی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ اِبن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اِرشاد روایت کیا ہے کہ اہلِ سنّت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہلِ بدعت وضلالت کے چہرے سیاہ ہوں گے اور اِس بات کو روایت کے طور پر خطیب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

(البدور السافرة، صفحہ ۱٤۳)

حضور ﷺ نے فرمایا جب تم اختلاف دیکھو تو سب سے بڑی جماعت کو لازم پکڑو۔

سوال: حدیثِ مذکورہ آیتِ قرآنی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ”اِعْمَلُوْا آلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ“ (پارہ۲۲، سورۃ سبا، آیت ۱۳) **ترجمہ**: عمل کرواے آلِ داؤد (علیہ السلام) شکر کا اور کم ہیں میرے بندوں سے شکر کرنے والے۔

اِس کے علاوہ اور آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مومن اور نیک بندے قلیل ہیں۔ اس لئے یہ حدیث قرآن

مجید کے خلاف ہے لہٰذا قابلِ قبول نہیں۔

جواب 1: یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مدارِ نجات ایمان پر ہے۔ ایمان رکھنے والوں میں بھی ایسے لوگوں کی تعداد کم ہوتی ہے جو حسبِ استطاعت اللہ تعالیٰ کی پوری شکر گزاری کرنے والے اور کامل مومن ہوں۔

جواب 2: جن آیتوں میں مومنین کو قلیل اور کفار کو کثیر فرمایا گیا ہے وہاں کفار سے وہ ''بہتر فرقے'' بالخصوص مُراد نہیں مدعیان اسلام ہیں بلکہ وہاں کفار سے عام کفار مُراد ہیں۔ جن میں اسلام کے مدعی اور منکر سب شامل ہیں اور یہ امر واضح ہے کہ اسلام کے مدعی اور منکر تمام جہانوں کے کافروں کے مقابلہ میں سوادِ اعظم اہلسنّت و جماعت کو لایا جائے ضرور قلیل ہوں گے اور وہ کفار یقیناً کثیر ہوں گے لہٰذا قرآن و حدیث میں کوئی اختلاف نہیں۔

ازالۂ وھم: بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرقہ ناجیہ کے متعلق فرمایا ہے کہ ''مَا اَنَا عَلَیۡهِ وَاَصۡحَابِیۡ''

یعنی ''ناجی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے مسلک پر ہو۔''

اِس حدیث میں سوادِ اعظم کا ذکر نہیں۔ اِس لئے تمہارا دعویٰ غلط ہے کہ ہم کثیر التعداد ہیں۔ فلہٰذا ہم حق پر ہیں۔

اِس روایت میں اہلِ حق کی علامت بتائی گئی ہے۔ الحمدللہ! وہ ہم اہلسنّت ہیں یہاں اہلِ حق کو کثیر تعداد والے بھی فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے : عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوۡلُ: ''اِنَ اُمَّتِیۡ لَا تَجۡمَعُ عَلٰی ضَلَالَةٍ فَاِذَا رَأَيۡتُمۡ اِخۡتِلَافاً فَعَلَيۡكُمۡ بِالسَّوَادِ الۡاَعۡظَمِ''۔[1] (رواہ ابنِ ماجہ)

یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''میری اُمت گمراہی پر جمع نہ ہوگی، جب تم اختلاف دیکھو تو سب سے بڑی جماعت کو لازم پکڑو''۔

[1] اس حدیث کو امام ابنِ ماجہ نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۳۹۴۰ پر، امام علی متقی نے کنز العمال میں حدیث نمبر: ۹۰۹ پر نیز دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

فائدہ: اِس دورِ پُرفتن میں حدیثِ مذکورہ کی رُو سے سوادِ اعظم اہلسنّت و جماعت کا حق پر ہونا ثابت ہوا۔ جیسا کہ شیخ عبدالغنی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''الحاج الحاجۃ حاشیہ ابن ماجہ'' میں اسی حدیث پر رقم فرماتے ہیں: ''فَهٰذَا الۡحَدِيۡثُ مِعۡيَارٌ عَظِيۡمٌ لِاَهۡلِ السُّنَّةِ وَالۡجَمَاعَةِ -شَكَرَ اللّٰهُ سَعۡيَهُمۡ- فَاِنَّهُمۡ هُمُ السَّوَادُ الۡاَعۡظَمُ وَذٰلِكَ لَا يَحۡتَاجُ اِلٰی بُرۡهَانٍ فَاِنَّكَ لَوۡ نَظَرۡتَ اِلٰی اَهۡلِ الۡاَهۡوَاءِ بِاَجۡمَعِهِمۡ اثۡنَتَانِ وَسَبۡعُوۡنَ فِرۡقَةً لَّا يَبۡلُغُ عَدَدُهُمۡ عَشۡرَ اَهۡلِ السُّنَّةِ وَاَمَّا اخۡتِلَافُ الۡمُجۡتَهِدِيۡنَ فِيۡمَا بَيۡنَهُمۡ وَكَذٰلِكَ اخۡتِلَافُ الصُّوۡفِيَةِ الۡكِرَامِ وَالۡمُحَدِّثِيۡنَ الۡعِظَامِ

وَالْقُرَّآءِ الْاَعْلَامِ هُوَ الْاِخْتِلَافُ لَا يُضْلِلُ اَحَدُهُمُ الْاٰخَرَ۔ (ابن ماجہ، صفحہ۲۹۲، حاشیہ۱)

یعنی یہ حدیث اہلِ سنّت و جماعت (اللہ تعالیٰ اُن کی سعی کومشکور فرمائے) کے لئے معیارِ عظیم ہے۔ بے شک وہی سوادِ اعظم ہیں اور یہ امرکسی برہان (دلیل) کامحتاج نہیں۔ تمام اہلِ ہوا (نفس پرست) باوجودیکہ بہتر فرقے ہیں۔ اگرتم دیکھوتو وہ اہلسنّت کے دسویں حصّہ کوبھی نہیں پہنچ سکتے۔ رہا مجتہدین اوراسی طرح صوفیائے کرام اورمحدثینِ عظام اورقراء اعلام کا باہمی اختلاف تو ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے کوئی ایک دوسرے کی تضلیل نہیں کرتے۔ (یعنی ایک دوسرے کوگمراہ قرارنہیں دیتے۔)

معیارِ حقانیت: حدیث شریف میں حقانیت کی دلیل اپنی ذات اورصحابہ کرام کو بتایا چنانچہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تَفَرَّقَ اُمَّتِی عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً" قَالُوْا: مَنْ هِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قال: "مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِی"۔ [۱]

(مشكوٰة باالاعتصام بالسنة، رواه الترمذی)

یعنی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی جن میں سے سوائے ایک فرقہ کے باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے؟ توارشادفرمایا کہ جولوگ میرے اورمیرے اصحاب کے طریقہ پرہوں گے۔

[۱] یہ صحیح حدیث ہے۔ اس حدیث شریف کوامام حاکم نے مستدرک میں حدیث نمبر:۴۰۸ پر، امام ترمذی نے اپنی سنن میں حدیث نمبر:۲۵۶۵ پر، اورامام ترمذی کے حوالے سے امام تبریزی نے مشکوٰۃ میں حدیث نمبر:۱۷۱ پرنقل فرمایا۔

فائدہ: اِس حدیث شریف میں تہتر فرقوں (۷۳) کے اُصولی گروہ مراد ہے ورنہ اِن کے فروع کی تعداد توکہیں اِس سے زائد ہے مثلاً خود شیعہ رافضی کے فروعی فرقے تقریباً ستر، اسّی ہیں جس کی تفصیل فقیر کی تصنیف "آئینہ شیعہ مذہب" میں دیکھئے اوراس وہابیت کے بھی کئی ٹولے ہیں مثلاً وہابی غیرمقلد، وہابی دیوبندی، مودودی، تبلیغی وغیرہ۔ تفصیل فقیرکی کتاب "اِبلیس تادیوبند" میں دیکھئے۔

فائدہ: "تہتر فرقوں (۷۳)" میں "بہتر (۷۲)" کا جہنمی ہونا لازمی اَمر ہے ورنہ حدیث شریف کا مفہوم معاذ اللہ غلط ثابت ہوگا اور یہ سب کومعلوم ہے دنیا بدل سکتی ہے لیکن فرمانِ نبوی نہیں بدل سکتا۔ اسی لئے اِس حدیث شریف کے مطابق ہرفرقہ اپنے لئے مدعی ہے کہ ہم ناجی ہیں باقی سب ناری۔ لیکن فقیراُویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ اِسی حدیث میں ناجی ہونے کا ثبوت موجود ہے۔

(۱) ظاہر ہے کہ جس وقت یہ حدیث شریف سرکارِ مدینہ ﷺ نے بیان فرمائی تو یہ گروہ بندی اورفرقہ پرستی نہیں تھی۔ بلکہ آپ ﷺ کے وصال شریف کے بعد اُمت کا شیرازہ منتشر ہوا ہے اور یہ خبرغیب سے تعلق رکھتی ہے اوربحمدہٖ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کے لئے علمِ غیب کا عقیدہ صرف اورصرف ہم اَہلسنّت کا ہے باقی فرقے اولاً سرے سے اِس حدیث شریف کے منکر

ہیں۔ جیسے منکرین حدیث (چکڑالوی، نیچری، پرویزی، مرزائی) اگر بعض فرقے اِس حدیث شریف کو مانتے ہیں تو ضعیف قرار دے کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ جیسے غیر مقلد، غلام خانی، نیچری، مودودوی، ڈالڈے دیوبندی طوعاً کرھاً مانتے ہیں لیکن بحیثیت علمِ غیبِ نبوی کے نہیں بلکہ ویسے ہی۔

(۲) ناجی ہونے کے لئے خود حضور ﷺ نے تعین فرمایا کہ ''مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ'' یعنی ''ناجی وہ فرقہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں'' تمام گمراہ فرقے کہتے ہیں کہ صرف اعمال مراد ہیں۔ اِسی لئے وہ خوش ہیں کہ اعمالِ صالحہ پر وہ اسی طرح ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔ بلکہ وہ عوام کو دکھانا چاہتے ہیں کہ اُن کی زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عملی نمونہ ہے۔ لیکن اِن کا یہ خیال غلط اور بالکل غلط ہے۔ اِس لئے کہ صرف اعمالِ صالحہ مُراد ہیں تو پھر منافقین میں بھی صحابہ جیسے اعمال صالحہ تھے۔ بلکہ ظاہری اعمال اُن سے بڑھ کر تھے۔ لیکن اِس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ'' (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۴۵) یعنی ''منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے'' ثابت ہوا کہ ''مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ'' سے عقائد مراد ہیں اور اُن کے ساتھ اعمالِ صالحہ ضروری ہیں۔ چنانچہ اس کی مزید تشریح فقیر کے رسالہ ''تحفة الا خوان فی شعب الایمان'' میں دیکھئے۔ نبی پاک شہِ لولاک ﷺ کے عطا کردہ عقائد جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زندگی بسر فرمائی بحمدہٖ تعالیٰ وہ جملہ اہلسنّت کو نصیب ہیں۔ اِس کے دلائل فقیر کی تحریر کردہ تفسیر ''تفسیرِ اُویسی'' میں ہیں یا پھر دیکھئے فقیر کی کتاب ''الاصابة فی عقائد الصحابة''

فائدہ: اِن دونوں دلیلوں سے واضح ہوا کہ ''بہتر فرقوں'' نے لازماً جہنم میں جانا ہے۔ لیکن اِس کا واضح ثبوت اور یقینی امر اُس وقت ہوگا۔ جب ہم میدانِ حشر میں حاضر ہونگے۔ اِس کے باوجود احادیث مبارکہ میں حضور سرورِ عالم ﷺ نے جملہ بدمذاہب کی علامات اور نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ اِن تمام مذاہب سے شریر ترین فرقہ وہابیہ، دیوبندیہ کا بتایا۔ صرف اِسی فرقہ کی علامات اپنی کتاب ''دیوبندی وہابی کی نشانی'' اور ''دیوبندیوں کی فوٹو کاپی'' میں تفصیل سے عرض کردی ہیں۔

اَھلسنّت کی حقانیت کے معیار کی تفصیل: نبی پاک ﷺ نے سینکڑوں سال پہلے ''تہتر فرقوں'' کی خبر دی جو آج ہمارے سامنے وہ خبر معجزے کے طور ظاہر ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اُن میں سے بہتر فرقے دوزخی ہیں۔ صرف ایک جنتی ہے اسکی مزید تشریح تو آئیگی یہاں پر صرف جنّتی گروہ کی گواہیاں اُن شخصیات کی پیش کروں جن پر خود اسلام کو ناز ہے اور مسلمان کا بچہ بچہ یقین رکھتا ہے۔ اُن کی گواہی حق اور سچ ہے۔ تمام دنیا کے لوگ غلط ہو سکتے ہیں لیکن یہ محبوبانِ خدا کبھی غلط بات نہیں کر سکتے۔

حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''یہ سب تہتر فرقے بنتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے اور اِن میں سے اہلسنّت و جماعت ہی ناجی گروہ ہے''۔ (غنية الطالبين)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''اہلِ سنّت و جماعت ہی نجات پانے والا فرقہ ہے اور یہی وہ

فرقہ ہے جو اپنی رائے اور عقل کو میزانِ قرآن سے تولتا ہے''۔ (مجرباتِ غزالی)

غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''بیشک چاروں ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اُن کے مقلّدین ہی ظاہر و باطن میں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں''۔ (المیزان الکبریٰ)

حضرت امام سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''سوادِ اعظم سے وہی مراد ہیں جو اہلسنّت و جماعت کہلاتے ہیں''

خاتم المحققین حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بالجملہ دین اسلام میں مذہبِ اَہلسنّت و جماعت ہی سوادِ اعظم ہے۔

قطبِ ربّانی سیّد محمد ابوالہدیٰ آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''نجات پانے والا گروہ اَہلسنّت و جماعت ہے جو افضل طریقہ پر قائم ہیں اور افراط و تفریط (اُونچ نیچ) کو چھوڑ کر درمیانہ (دُرست) مرتبہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اِن کے افعال واقوال اعتدال کے ترازو میں تلے ہوئے ہیں''۔

قطب العارفین حضرت عبدالعزیز دبّاغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا ''بندہ کو فتح نصیب ہی نہیں ہوتی۔ جب تک کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر نہ ہو اور اللہ کا ایک بھی ولی کسی دوسرے عقیدہ پر نہیں ہوا اور فرمایا کرتے تھے مجھے اہلسنّت سے بہت زیادہ محبت ہے اور دعا فرمایا کرتے تھے کہ میرا خاتمہ اہلسنّت پر ہو'' (الابریز، جلد ۲، صفحہ ۳۹)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اِس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ ناجی گروہ اَہلسنّت و جماعت ہی ہے۔'' (مرقات)

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو اور جب مذاہبِ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے سوا باقی سب ختم ہو گئے تو اِن کی اتباع ہی سوادِ اعظم کا اتباع ہے اور اِن سے نکلنا سوادِ اعظم سے نکلنا ہے۔ (عقد الجید)

خاتم المحد ثین حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَہلسنّت و جماعت کے مختلف مذاہب جیسے عقائد میں اشعریہ و ماتریدیہ اور فقہ میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور تصوف و سلوک میں قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی۔ یہ فقیر (شاہ عبدالعزیز صاحب) اِن سب کو برحق جانتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ)

امامِ ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نجات کا طریقہ اہلسنّت و جماعت کی متابعت میں ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اہلسنّت کے اقوال و افعال اور اُصول و فروع میں برکت مرحمت فرمائے کیونکہ ناجی فرقہ یہی ہے۔ اور اِس کے سوا باقی سب فرقے خرابی کا شکار ہیں اور اِس ہلاکت کا خواہ آج کسی کو علم نہ ہو۔ لیکن کل بروزِ قیامت یہ راز

سب پر کُھل جائے گا۔لیکن فائدہ نہ ہوگا محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں نجات پانے والے گروہ (ناجی فرقہ) میں شامل فرمایا جو اہلسنّت وجماعت ہے۔(مکتوباتِ امام ربّانی)

مزید حوالہ جات کے لئے فقیر کی کتاب ''مذہبِ حق اہلسنّت ہیں'' دیکھئے۔اِسی لئے ہمارا یقین ہے آج دنیا میں جس طرح اہلسنّت کے چہرے دمکتے محسوس ہوتے ہیں۔ایسے ہی انشاءاللہ تعالیٰ قیامت میں روشن چہرے اہلسنّت کو نصیب ہونگے۔چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ''

(پارہ۴،رکوع۲،آل عمران آیت ۱۰۶)

ترجمہ: روزِ محشر کچھ چہرے روشن اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔

فائدہ: اِس آیت کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی مرفوعاً سید المفسرین حضرت عبداللہ اِبن عباس رضی اللہ عنہما موقوفاً فرماتے ہیں: ''قَالَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہُ اَھْلِ الْبِدَعِ وَالضَّلَالَۃِ''

(تفسیر فتح القدیر للشوکانی،جلد۱،صفحہ ۳۷۱،تفسیر ابنِ کثیر،جلد۱،صفحہ ۳۹۰)

(تفسیر درمنشور جلد۲،صفحہ ٦٣،تاریخ بغداد للخطیب ،جلد۷، صفحہ ۳۹۰)

یعنی حضرت عبداللہ اِبن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ (قیامت کے دن) روشن چہرے اہلِ سنّت وجماعت کے ہوں گے اور منہ کالے تمام نو پید گمراہ فرقوں کے ہوں گے۔''

پس ثابت ہوا تمام فرقے یکساں نہیں بلکہ اہلسنّت مذہبِ حق ہے باقی تمام نو پید فرقے گمراہ ہیں۔

حق پر صرف اہلسنّت ہیں: صحیح عقائد کے بغیر نجات ناممکن ہے تو لازم ہے کہ ہم نجات کے لئے صحیح عقائد کی تلاش کریں کیونکہ جتنے گمراہ فرقے ہیں سب کے سب مدعی ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور ہر ایک کا دعویٰ قرآن و حدیث کی روشنی پر مبنی ہے۔بلکہ بظاہر دیکھا جائے تو ہر مدعی اپنی بدمذہبی پر بیشمار قرآن واحادیث کے دلائل کے انبار لگا دیتا ہے۔مرزائیوں کو دیکھو ہر مسئلہ پر درجنوں آیات اور سینکڑوں احادیث فرفر کرکے سُنا دیتے ہیں۔وہابی کو دیکھو بیشمار آیات واحادیث پڑھ کر سُنا دیتا ہے بلکہ اُن کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی اپنے کو ایسے بہتر سلیقے سے پڑھ کر سُناتے ہیں گویا ''مادرزاد'' حافظ القرآن والحدیث ہیں۔حالانکہ وہ تمام کے تمام دلائل حقیقت سے کوسوں دُور ہوتے ہیں صرف ایک مثال حاضر ہے۔

حکایت: ہمارے ایک دوست تقریر کرتے ہوئے کہہ بیٹھے ''مدینہ پاک''،''غوث پاک'' وغیرہ وغیرہ تو جلسے میں ایک وہابی دیوبندی کھڑا ہوگیا اور کہا کہ مولانا صاحب آپ نے مدینہ،غوث،رسول کے لفظ کے ساتھ لفظ ''پاک'' کہہ کر بہت بڑا

شرک کیا۔ اِس لئے کہ پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور آپ نے غیروں کو پاک کہہ دیا۔ ہمارے مولانا نے پوچھا وہ کیسے؟ اُس نے کہا کہ مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو کہا ہے مثلاً ''سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ (پارہ ۱۵،سورہ بنی اسرائیل،آیت ۱) سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا (پارہ ۲۵،سورہ الاخرف،آیت ۱۳) سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ (پارہ ۲۳،سورۃ الصّٰفٰت،آیت ۱۵۹) سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ (پارہ ۲۳،سورۃ الصّٰفٰت،آیت ۱۸۰) سُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ (پارہ ۲۱،سورۃ الروم،آیت ۳۰)''

اس طرح کی کئی آیات پڑھ ڈالیں۔ ہماری عوام ہکی بکی ہوگئی کہ وہابی دیوبندی قرآن کی درجنوں آیات پڑھ رہا ہے اسی لئے واقعی مدینہ،بغداد،رسول وغیرہ وغیرہ کو ''پاک'' کہنا شرک ہوگا۔

ہمارے مولانا نے فرمایا ''وہابی جی'' پاک کا اطلاق غیر اللہ پر شرک ہے تو بتایئے تم نے کھانا کھایا وہ پلید یا پاک۔ وہابی نے کہا پاک، پھر پوچھا پانی، اس نے کہا پاک، پھر پوچھا تمہارا کپڑا کہا پاک، پھر پوچھا تمہارے نماز پڑھنے کا مصلیٰ، کہا پاک، اسی طرح بیسیوں مثالیں گنوائیں، تمام پر وہابی کہتا گیا پاک۔

اب ہماری عوام کی آنکھ کھلی کہ یہ لوگ اس طرح سے دھوکہ دے کر قرآنی آیات پڑھ کر غلط مطلب بیان کرتے ہیں چنانچہ اس پر وہابی کو جلسہ سے بھاگنا پڑا اسی طرح کا حال ہر بدمذہب کے دلائل کا ہے۔

بدمذھب کی نشاندھی: اِنِّیۡ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوۡلُ: ''سَیَخۡرُجُ قَوۡمٌ فِیۡ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحۡدَاثُ الۡاَسۡنَانِ سُفَھَاءُ الۡاَحۡلَامِ یَقُوۡلُوۡنَ مِنۡ قَوۡلِ خَیۡرِ الۡبَرِیَّۃِ لَا یُجَاوِزُ اِیۡمَانُھُمۡ حَنَاجِرَھُمۡ یَمۡرُقُوۡنَ مِنَ الدِّیۡنِ کَمَا یَمۡرُقُ السَّھۡمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ فَاَیۡنَمَا لَقِیۡتُمُوۡھُمۡ فَاقۡتُلُوۡھُمۡ فَاِنَّ فِیۡ قَتۡلِھِمۡ اَجۡرًا لِّمَنۡ قَتَلَھُمۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ''۔ [ل] (بخاری شریف،جلد ۲،صفحہ ۲۲۴)

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ اخیر زمانے میں نوعمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی۔ بظاہر وہ اچھی باتیں (احادیثِ نبویہ) بیان کریں گے۔ لیکن ایمان اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر۔ پس تم اُنہیں جہاں پانا قتل کردینا کہ قیامت کے دن اُن کے قاتل کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے۔

[ل] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۶۴۱۸ پر، امام نسائی نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۴۰۳۳ پر، امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حدیث نمبر: ۱۰۳۲ پر اور دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

فریادرس اور مشکل کشا :نبی ﷺ: حدیث شریف میں ہے جسے امام بیہقی نے صالح کے ساتھ ''دلائل'' میں اور دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں

ایک اعرابی نے حاضر ہوکر عرض کی

اَتَیْنَاكَ وَالْعَذْرَاءُ یَدْمٰی لَبَانُهَا　　وَقَدْ شُغُلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ
وَاَلْقٰی بِکَفَّیْهِ الصَّبِیُّ اسْتِکَانَةً　　مِنَ الْجُوْعِ ضُعْفاً مَّا یَمُرُّ وَلَا یُحْلٰی
وَلَا شَیْءَ مِمَّا یَأْکُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا　　سِوَی الْحنظلِ الْعَامِیِّ وَالْعلهز الفَسْلِ
وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْكَ فِرَارُنَا　　وَاَیْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ[2]

[2] اس حدیث کوامام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حدیث نمبر: ۲۳۸۶ (۶/۱۴۱) پر، امام طبرانی نے کتاب الدعاء میں حدیث نمبر: ۲۰۶۰ پر، امام علی متقی نے کنز العمال میں حدیث نمبر: ۲۳۵۴۸ پر نیز دیگر محدّثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کی خدمت میں شدتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ وہ کنواری لڑکیاں ہیں کہ جنہیں اپنے والدین عزیز رکھتے ہیں۔ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں۔کام کاج کرتے کرتے اُن کے سینے شک ہوگئے۔اُن کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے۔مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضُعف میں گرفتگی سے عاجزانہ زمین پہ ایسے گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی تو ہمارا حضور کے سوا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں۔اور آپ مخلوق کے بارے میں جانتے ہیں۔یہ فریاد سُن کر بہ عجلت منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔دونوں ہاتھ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا۔ابھی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک گلوئے پرنور (گردن شریف کا حصہ) تک نہ آئے تھے کہ آسمان بجلیوں کے ساتھ اُمڈا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ! ہم ڈوب رہے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا ''اے بادل ہمارے اردگرد برس ہم پر نہ برس'' فوراً ابر مدینہ پر سے کھل گیا۔جو آس پاس گھیرا تھا۔مدینہ پر سے کھلا ہوا۔یہ ملاحظہ فرما کر حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا ''اللہ کیلئے ہے خوبی۔ابو طالب اِس وقت زندہ ہوتا تو اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔کون ہے جو ہمیں اُس کے اشعار سُنائے؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ شاید حضور ﷺ یہ اشعار سُننا چاہتے ہیں۔جو ابو طالب نے آپ کی نعت میں عرض کیے۔

وَاَبْیَض یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَتُهٗ لِلْاَرَاملِ
یَلُوْذُ بِهِ الْهلَالُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَفَوَاضِلِ

یعنی ''وہ گورے رنگ والے کہ اُن کے منہ کے صدقہ میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔یتیموں کی جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان، بنی

ہاشم جیسے غیور لوگ تباہی کے وقت اُن کی پناہ میں آتے ہیں۔ اُن کے پاس اُن کی نعمت وفضل میں بسر کرتے ہیں۔“

اشعار سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اِجْعَلْ ذَالِكَ اَرَدْتُّ“ یعنی ہاں اسی کا میں نے ارادہ کیا۔

صحابۂ کرام اور تابعین کی مشکل کُشائی: مشکوٰۃ شریف میں ہے: ”عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ: قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطاً شَدِيْداً فَشَكَوْا اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كِوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطْرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ“۔[1]

(رواہ الدارمی، مشکوٰۃ، صفحہ ۵۲۵)

یعنی ابو جواز سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ (زادہا اللہ تشریفاً) میں سخت قحط پڑ گیا۔ لوگوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا نبی ﷺ کی قبرِ مُبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی جانب سوراخ کر دو یہاں تک کہ قبرِ اَطہر اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے۔ پس اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور اُس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ پیدا ہوا اور اُونٹ فربہ ہوگئے اور اُن کی چربی پھٹی جاتی تھی اور اُس سال کو لوگ خوشحالی کا سال کہنے لگے۔

[1] اس حدیث کو امام دارمی نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۹۳ (۱/۱۰۸) پر اور ان کے حوالے سے امام تبریزی نے مشکوٰۃ شریف میں حدیث نمبر ۵۹۵۰ پر نقل فرمایا۔

تبصرۂ اُویسی: حدیث ہذا سے فقیر نے ذیل طریق سے استدلال کیا ہے۔

(۱) اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ لوگ بارش کی شکایت لے کر کیوں گئے۔ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہ مانگی حالانکہ جانے والے اکثر صحابہ وتابعین تھے جن پر خیر القرون کی مہر ثبت ہے اور وہ احادیث استسقاء کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ اُن کو مشکل پڑی تو اُم المؤمنین کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت محبوبانِ خدا کے پاس جانا عین اسلام اور سنّتِ صحابہ وتابعین ہے۔

(۲) اگر وہ مشکل کے وقت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو پھر اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کو چاہیے تھا کہ انہیں نمازِ استسقاء (بارش کے حصول کے لئے جو نماز پڑھی جاتی ہے) پڑھنے کا حکم دیتیں۔ جو طریقہ نبویہ ﷺ کے مطابق تھا۔ قبرِ انور کو آسمان کے بالمقابل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا اِس حدیث سے یہ مستنبط (ثابت) نہیں ہوتا کہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یقین تھا کہ اگر قبر شریف آسمان کے بالمقابل ہو جائے تو اُس وقت بارش ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ یہی وہ کام ہے جسے مخالف مافوق الاسباب کے چکر دیتا ہے۔ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ثابت فرما دیا کہ وسیلہ ہوتا ہے، فوق الاسباب میں ہے اور یہی فوق الاسباب معجزہ ہے یا کرامت جس سے مخالف کو تا حال انکار ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہی طریقہ نجدی دور سے پہلے ہر دور میں جاری رہا ملاحظہ ہو۔ (وفاء الوفاء، جذب القلوب وغیرہ)

(۳) اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اِس اَمرتکوینیہ اور ما فوق الاسباب میں نبی ﷺ کی قبرِ انور سے استعانت کی ہے جسے مخالفین امرتکوینیہ اور ما فوق الاسباب اُمور میں استعانت کو شرک کہتے ہیں۔

(۴) قبرانور کے نزدیک دعا مانگنے سے بارش کا حاصل ہوجانا سبب عادی ہے یا غیر عادی؟ اگر سبب عادی ہے تو ہر قبر کے پاس دعا مانگنے سے بارش کیوں نہیں ہوئی اور حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعا مانگنے سے بارش کے حصول میں اُن کی کیا خصوصیت باقی رہی اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا اِسے اُن کے فضائل میں ذکر کرنا کس طرح صحیح ہوگا۔ جس طرح آگ حرارت کے لئے سبب عادی ہے اور ہر آگ سے حرارت حاصل ہوتی ہے اسی طرح ہر قبر کے پاس دعا کرنے سے بارش کیوں نہیں ہوتی اور اگر یہ سبب عادی نہیں یہ فوق الاسباب ہے تو اِس سے ثابت ہوا کہ فوق الاسباب اُمور میں بھی غیر اللہ سے استعانت جائز ہے۔

(۵) اس سے ثابت ہوا کہ اپنی حاجات اور مشکلات میں قبر پر جا کر دعا مانگنا اور صاحبِ قبر کو وسیلہ بنانا یہ عہدِ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے معمولات سے ہے۔

صحابی یا وہابی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دکھ درد کا مداوا رسول اللہ ﷺ کو سمجھتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے: ”عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِیْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ، فَقُلْتُ: يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ؟ قَالَ: ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِیْ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ، فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ“۔[1] (رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۵۳۳)

یعنی یزید بن ابی عبید (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن اکوع (رضی اللہ عنہ) کی پنڈلی پر چوٹ کا نشان دیکھا میں نے اُن سے پوچھا کہ اے ابو مسلم یہ کیسی چوٹ ہے اُنہوں نے کہا کہ یومِ خیبر کو مجھے شدید چوٹ لگی یہاں تک کہ لوگوں نے کہا سلمہ (رضی اللہ عنہ) شہید ہوگئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا آپ ﷺ نے تین دفعہ دم فرمایا اور اُس دم کی برکت سے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

[1] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۳۸۸۴ پر، امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۳۳۹۶ پر، امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حدیث نمبر: ۱۶۰۵ پر نیز دیگر محدّثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

فوائد: اس بات سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی سے بڑی مشکلات کے وقت حضور نبی پاک ﷺ کے دربار دُرِبار میں حاضری کو عین اسلام سمجھتے اور اُن کی مشکلیں حل ہوجاتیں۔

اُن کی حاضری پر حضور نبی پاک ﷺ بھی کرم نوازی فرما کر اُنہیں اُن کے کام بتا دیتے اگر ایسے اُمور شرک ہوتے تو حضور ﷺ انہیں منع فرماتے۔

دُکھ درد پر دم درود کرنا اور جھاڑ پھونک کا عمل سنّتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ جو اِسے شرک و بدعت اور ناجائز کہے وہ

اپنے ایمان کی خیر منائے۔

برکات سے دکھ درد دور: اہلسنّت نبی پاک ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور اہلبیت عظام اور اولیاءِ کرام کے تبرکات سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔ نجدی، وہابی، دیوبندی اِسے شرک کہتے ہیں اس کا فیصلہ سُنئے عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ، قَالَ: اَرْسَلَنِی اَھْلِی اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَکَانَ اِذَا صَاحِبُ الْاِنْسَانِ عَیَّنَ اوشی بعث الیھا مخضبه فاخرجت من شعر رسول اللّٰہ او کانت تمسکه فی جلجل من فضة فخضخضته له فشرب منهٗ۔[1] (بخاری، مشکوٰۃ، صفحہ ۳۹۰)

یعنی حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے حضرت اُم المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پانی کا ایک پیالہ دیکر بھیجا اور لوگوں کی عادت تھی کہ جس کسی شخص کی آنکھ میں یا کسی اور جگہ زخم پہنچتا تو آپ کے پاس تعارف دے کر بھیجتے پس اُم المؤمنین حضور ﷺ کے موئے مبارک نکالیتیں جنہیں وہ گھنٹی کی شکل کی ایک چاندی کی ڈبیا میں رکھا کرتی تھیں۔ پس وہ اُس ڈبیا کو پانی میں ڈال کر نکال لیتیں پس وہ شخص اُس پانی کو پیتا۔

[1] الفاظ مشکوٰۃ شریف کے ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۵۴۴۶ پر، اور امام بخاری کے حوالے سے امام تبریزی نے مشکوٰۃ شریف میں حدیث نمبر: ۴۵۶۸ پر نقل فرمایا۔

فَأَخْرَجَتْ إِلَیَّ جُبَّةَ طَیَالِسَةٍ کِسْرَوَانِیَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِیبَاجٍ وَفَرْجَیْهَا مَکْفُوفَیْنِ بِالدِّیبَاجِ، فَقَالَتْ: هَذِهِ کَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتَّی قُبِضَتْ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَی یُسْتَشْفَی بِهَا۔[2] (رواہ مسلم)

یعنی حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ اُنہوں نے ایک طیاسی کروانی جبہ نکالا جس کا ریشمی تھیں اور فرمانے لگیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ پس جب ان کی وفات ہوگئی تو میں نے اُسے حاصل کرلیا جسے نبی کریم ﷺ پہنا کرتے تھے پس ہم بیماروں کے لئے اِسے دھوتے ہیں اور اِسی جبہ کے توسل سے اُن کے لئے شفاء طلب کرتے ہیں۔

[2] اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۳۸۵۵ پر، امام مسلم کے حوالے سے امام بیہقی نے شعب الایمان میں حدیث نمبر: ۵۸۴۵ پر اور دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

فوائد الحدیث: معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے پہنے ہوئے کپڑوں اور آپ ﷺ کے موئے مبارک (بال مبارک) اور آپ ﷺ کی پھونک سے لوگ شفاء حاصل کرتے تھے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ لباس، بال اور پھونک حصولِ شفاء کے لئے سبب عادی ہے یا غیر عادی۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عادۃً لباس، بال اور پھونک کو حصولِ شفاء کے لئے پیدا نہیں فرمایا اور اگر عادۃً اِن کی خلق حصولِ شفاء کے لئے ہوتی تو چاہیے کہ ہر ایک کے لباس، بال اور پھونک سے شفاء حاصل کی جائے۔ جس طرح عادتاً جڑی بوٹیوں اور دواؤں کی خلق حصولِ شفاء کے لئے ہے اور وہ شفاء کے لئے

سببِ عادی ہیں۔لیکن لباس وغیرہ حصولِ شفاء کے لئے ہرگز سبب نہیں ہیں اور یہ ایسا واضح ہے کہ کسی کو ذرہ برابر بھی شبہ نہیں اور آپ ﷺ کے لباس وغیرہ سے صحابہ کرام کا شفاء حاصل کرنا اور اپنی بیماریوں اور تکلیفوں میں نبی ﷺ کی طرف رُجوع کرنا اور آپ ﷺ سے مدد حاصل کرنا۔

اختیارِ کُل: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَامَ النَّاسُ فَصَاحُوا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّتْ الشَّجَرُ وَهَلَكَتْ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللَّهَ يَسْقِينَا فَقَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا مَرَّتَيْنِ وَايْمُ اللَّهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِنْ سَحَابٍ فَنَشَأَتْ سَحَابَةٌ وَأَمْطَرَتْ وَنَزَلَ عَنْ الْمِنْبَرِ فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ لَمْ تَزَلْ تُمْطِرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ صَاحُوا إِلَيْهِ تَهَدَّمَتْ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتْ السُّبُلُ فَادْعُ اللَّهَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَكَشَطَتْ الْمَدِينَةُ فَجَعَلَتْ تَمْطُرُ حَوْلَهَا وَلَا تَمْطُرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةٌ فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ۔[1]

[1] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۹۶۵ پر، امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۱۴۹۳ پر اور دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔پس لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوکر کھڑے ہوئے اور شدتِ تکلیف سے فریاد کرتے ہوئے چیخ اُٹھے اور اُنہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ بارش بند ہے۔جس کی وجہ سے قحط پڑ گیا ہے، درخت خشک ہوکر اُن کا رنگ بدل کر سُرخ ہوگیا، مویشی ہلاک ہوگئے۔پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ بارش برسائے تو حضور ﷺ نے فرمایا''یا اللہ ہمارے لئے بارش برسا دے''اِسی طرح دوبار فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم اُس وقت حالت یہ تھی کہ ہمیں آسمان میں بادل کا نشان تک دکھائی نہ دیتا تھا پس حضور ﷺ کے اِس طرح فرمانے سے بہت عظیم بادل چھا گیا اور فی الفور برسنے لگا۔حضور ﷺ منبر سے اُترے اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی پس جب لوٹے تو بارش بند نہ ہوئی۔دوسرے جمعہ تک برستی رہی پس جب دوسرے جمعہ کے روز حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو لوگ چیخ اُٹھے اور فریاد کی: مکان گر گئے، زیادہ پانی کی وجہ سے راستے بند ہوگئے۔آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم سے بارش کو روک دے۔پس حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا''اے اللہ ہمارے گردونواح میں ہو ہم پر نہ ہو''۔پس فوراً مدینہ پر سے بادل چھٹ گیا۔ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ بادل کو انگلی کے اشارے جس طرح ہٹنے کا اشارہ فرماتے بادل اُسی طرف ہٹ جاتا پس بارش ہمارے گردونواح میں برسنے لگی اور مدینہ منورہ پر ایک قطرہ بارش کا نہ گرتا پس میں نے مدینہ منورہ کو دیکھا کہ گویا وہ تاج پہنے ہوئے ہے۔کیونکہ مدینہ منورہ کے گرد بادل چھایا ہوا تھا اور مدینہ منورہ پر سورج چمک رہا تھا جس کی کرنوں سے مختلف رنگوں میں چمکتا نظر آرہا تھا۔

فوائد: (۱) مشکل کے وقت مشکل کشائی کے لئے بارگاہ رسالت میں اجتماعی طور سے فریاد کرنا سنّت اور صحابہ کرام علیہم

الرضوان کا طریقہ ہے۔

(۲) سرکارِ دوعالم ﷺ کی شفاعت اس دنیا میں بھی ہماری مشکل کشائی اور حاجت روائی کا ذریعہ ہے اور آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑنے سے مخلوق کی پکار اور فریاد یقیناً سنی جاتی ہے اور مقبول بھی ہوتی ہے۔

(۳) صحابہ کرام علیھم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو براہ راست پکارنے کے بجائے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی حاجت عرض کرکے حاجت روائی کے لئے آپ ﷺ سے التجا کی جائے تاکہ حضور ﷺ ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔

(۴) بارگاہِ رسالت میں عرض معروض کے لئے قیام کرنا سنّت ہے کہ صحابہ کرام بیٹھے ہوئے خطبہ سن رہے تھے مگر درخواست پیش کرتے وقت بیٹھے نہ رہے بلکہ کھڑے تھے اور حضور ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ بیٹھے بیٹھے عرض کرو کھڑے کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی اعلیٰ نشان کا مظاہرہ منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے اور جاننے کے باوجود کہ مخلوق بارش نہ ہونیکی وجہ سے قحط کی مصیبت میں مبتلا ہے اُن پر رحم فرما کر بارش نہ برسائی جب تک صحابہ کرام علیھم الرضوان نے بارگاہ رسالت ﷺ میں مل کر فریاد نہ کر لی اور حضور ﷺ نے اُن کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخش کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں شفاعت فرمائی اور جب حضور ﷺ کی شفاعت سے بارش نازل ہوئی تو ایسی برسی کہ ایک ہفتہ تک مسلسل برستی ہی رہی اور اللہ تعالیٰ نے دیکھنے اور جاننے کے باوجود کہ کثرتِ بارش کی وجہ سے مخلوق پریشان ہے، مکان گر رہے ہیں، راستے مسمار ہوگئے ہیں۔ بارش رُکنے کا حکم نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب صحابہ کرام علیھم الرضوان نے پھر بارگاہ رسالت میں قیام کرکے فریاد کی اور حضور ﷺ نے اُن کی عرض قبول کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں اُن کی شفاعت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے بارش کو روک دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بیشک غفور الرحیم ہے مگر اِن صفات کا ظہور وصدور حضورِ پُرنور محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور رضا پر مُوقوف ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا:

بے واسطہ سے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

وصلّی اللہ علی حبیبه الکریم و علیٰ آله و اصحابه وبارك وسلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

(بہاولپور، پاکستان)

☆......☆......☆